220
Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۸
ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہونی چاہیئے

روزنامہ
الفضل
قادیان

یوم جمعہ

جلد ۳۳	۲ ماہ نبوت ۱۳۲۴ ہش	۲۶ ذیقعدہ ۱۳۶۴ ھ	۲ نومبر ۱۹۴۵ء	نمبر ۲۵۷

GURDASPUR ... 2 NOV ...
Gurdaspur

مدینۃ المسیح

قادیان ۲ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت امّ المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمد للہ

آج بعد نماز مغرب مسجد اقصےٰ میں مجلس مذہب و سائنس کے زیر اہتمام مکرم چودہری ڈاکٹر عبد الاحد صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈائرکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ قادیان نے "نظام کائنات اور سائنس کی حدود" پر مکرم مولوی ابو العطاء صاحب جالندہری کی صدارت میں پُر از معلومات لیکچر دیا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بھی رونق افروز تھے۔ لیکچر کے بعد حضور نے قیمتی نصائح فرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے ضروری ہدایات دیں۔ جلسہ کے خاتمہ پر حضور نے نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں پڑھائی۔

روس، چین اور انگلستان کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ۱۹۴۳ء کا رؤیا

جو اب پورا ہو رہا ہے

مسلمان جن ممالک میں گئے وہاں کے باشندوں کی کیا حالت ہوئی۔ اور یورپین اقوام جہاں جہاں گئیں وہاں انہوں نے کیا کیا

۱۳ اکتوبر مجلس علم و عرفان میں جو بعد نماز مغرب نماز عشاء تک منعقد ہوئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک رؤیا بیان کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی۔ اس کا ملخص پیش کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

فرمایا۔ کوئی اڑھائی سال کی بات ہے۔ غالباً ۱۹۴۳ء کے شروع میں میرا ایک رؤیا اخبار میں شائع ہوا تھا۔ (۱۴ اپریل ۱۹۴۳ء کے الفضل میں یہ رؤیا شائع ہو چکا ہے) جس میں میں نے نام نہیں بتائے تھے۔ اس لئے کہ شائد حکومت ناپسند کرے۔ مگر خدا تعالےٰ کی قدرت کہ خطبہ میں جوش کے دوران میں دو قوموں کے نام منہ سے نکل گئے۔ ایک میرے مونہہ سے چین کا لفظ نکلا۔ اور میں نے ہدایت کر دی۔ کہ یہ چھاپا نہ جائے اور خطبہ کے بعد ایک شخص نے کہا۔ کہ انگلینڈ کا نام بھی آپ کے مونہہ سے نکلا تھا۔ وہ بھی نہ چھاپا گیا۔

میں نے رؤیا دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں جہاں چینی حکومت کا ایک رئیس مجھ سے مشورہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ خواب میں معلوم نہیں ہوا۔ کہ وہ کون ہے۔ مگر بعد میں میں نے جنرل چیانگ کائی شیک ہی سمجھا۔ وہ مجھ سے گفتگو کر کے چلا۔ تو چلتے ہوئے اس نے کہا کہ انگریزی نمائندہ سے وقت مقرر ہے۔ میں اب اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ میں بھی اسکے ساتھ چل پڑا۔ کہ دیکھوں کیا گفتگو کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہوں۔ کہ یہ مجھے دیکھ نہیں سکتا۔ وہ گیا اور میں نے دیکھا کہ آگے ایک پتھر چوکور سا ہے۔ اس پتھر پر ایک انگریز افسر بیٹھا ہے۔ وہ وائسرائے ہے یا کوئی وزیر ہے۔ جسے انگلستان نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ اسے میں نے چین کے رئیس سے باتیں کرتے دیکھا۔ وہ اکڑا ہوا بیٹھا ہے۔ اور چین کا وزیر اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہا ہمارے ملک کے بعض حصوں میں روسیوں نے فوج رکھی ہوئی ہے۔ اور وہ وہاں سے نکالتے نہیں۔ انگریز نمائندہ کہتا ہے۔ زور سے انہیں کہیں۔ کہ ہمارا ملک خالی کرو۔ وہ کہتا ہے ہم کئی بار کہہ چکے ہیں۔ مگر وہ مانتے نہیں۔ انگریز نمائندہ نے کہا وہ آگے سے جواب کیا دیتے ہیں اس نے کہا وہ کہتے ہیں ہم نے تمہارے فائدہ کے لئے فوج رکھی ہوئی ہے۔

یہ جواب سنکر انگریز نمائندہ اس طرح ہنسا کہ گویا وہ سمجھتا ہے یہ کیا احمقانہ جواب ہے میں اسکے ہنسنے پر اس لئے ہنسا کہ اسی طرح انگریز خود بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد رؤیا میں ہی مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کہ چین کے بعض مقامات پر روس نے اس قدر فوج رکھی ہوئی ہے۔ کہ کسی وقت ہندوستان پر حملہ کر کے اسے فتح کر سکتا ہے۔ اس گھبراہٹ کے وقت ایک صورت میرے سامنے نمودار ہوئی۔ جو معلوم ہوا کہ فرشتہ ہے۔ اس نے کہا۔ "دعا سے کام لینا ہی اچھا ہے آخر وقت تو معلوم ہو گیا ہے۔"

اس کا مطلب میں نے یہ سمجھا کہ ہمارے پاس ایسے دنیوی سامان نہیں۔ کہ ہم کچھ کر سکیں۔ خدا سے دعا ہی کرنا چاہیئے۔ اور دعا سے کام لینا ہی اچھا ہے۔ یہ رؤیا اسی طرح شائع شدہ ہے۔ مگر اس میں انگلستان۔ روس اور چین کے نام نہیں۔ اب یہ رؤیا پورا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ آج ہی خبر چھپی ہے۔ "چنکنگ میں چین سے متعلق روس کی پالیسی پر سخت تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ روس نے پورٹ آرتھر اور ڈیرن میں چینی فوج کو داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ چینی افسروں کا بیان ہے۔ کہ اس انکار کا صاف طور پر یہ مطلب لیا جا رہا ہے۔ کہ روس مانچوریا پر چین کے اقتدار کو تسلیم نہیں کر رہا۔ حالانکہ چین اور روس کے حال ہی کے معاہدے میں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ چین کے سرکاری ادارے چین اور روس کے تعلقات پر بحث کرنے سے کتراتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بھی خبر چھپی ہے۔ کہ منچوریا میں روسی فوجوں نے جو سامان جنگ جاپانیوں سے چھینا وہ چینی کمیونسٹ فوجوں کو مہیا کیا جا رہا ہے۔

مجھے خدا تعالےٰ نے یہ رؤیا اس وقت دکھایا جب روس جرمنی کے آگے اس طرح بھاگ رہا تھا جس طرح چوہے بلی کے آگے بھاگتے ہیں اس وقت خدا تعالےٰ نے مجھے دکھایا۔ کہ روس کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اور وہ چین کے بعض حصوں پر قابض ہو کر کہے گا۔ کہ یہ قبضہ تمہارے فائدے کے لئے اور تمہیں جاپان سے بچانے کے لئے ہے۔ اب یہی جواب روس دے رہا ہے۔ یہ خبر تو چھپ گئی ہے۔ کہ منچوریا کی دو اہم چھاؤنیوں میں چین کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی اس سے چین میں تشویش پھیل گئی ہے۔ اور چین نے انگریزوں سے شکایت کی ہے۔ اب دیکھنے کی بات ہے کہ انگریزوں کے دباؤ سے ان چھاؤنیوں کو چھوڑا جاتا ہے یا نہیں۔ مگر خواب اس حد تک پورا ہو گیا ہے۔ کہ روس قابض ہو گیا۔

فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے رؤیا کے ذریعہ مجھے وقت بتائی۔ جب جنگ میں انگریز ہار رہے تھے امریکہ بھی عملاً شکست کھا رہا تھا۔ چینی بھی پر شکست کھا رہے تھے۔ یہ چاروں حکومتیں اس وقت مغلوب تھیں۔ جب خدا تعالےٰ نے مجھے بتایا کہ یہ جیت جائینگی۔ اور روس کو اتنا غلبہ حاصل ہوگا۔ کہ وہ چین کے علاقہ میں اپنی چھاؤنیاں

ایڈیٹر غلام نبی
بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

یہ ۱۹۴۳ء کا رویا ہے۔ اور اس وقت روس کی حالت بہت پتلی تھی۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے جو بتایا۔ وہ آج پورا ہو رہا ہے۔ الحمدللہ۔

اس کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ جب کوئی حکومت غالب آتی ہے۔ تو اعلیٰ اخلاق ترک کر دیتی ہے۔ مسلمانوں پر یورپین اعتراض کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے خود کیا گندا نمونہ دکھایا۔ مسلمانوں کے متعلق کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی۔ کہ وہ کسی ملک میں گئے ہوں۔ اور اس ملک کے باشندوں کو خواہ وہ کتنی ہی ادنیٰ حالت میں ہوں۔ مسلمانوں نے تباہ کر دیا ہو۔ اور خود ان کے ملک پر قابض ہو گئے ہوں۔ مسلمان سپین میں گئے۔ اور سات سو سال تک وہاں انہوں نے حکومت کی۔ مگر وہاں کے باشندوں کو تباہ نہ کیا۔ مسلمان بربر میں گئے۔ جہاں کے باشندے بالکل وحشی تھے۔ مسلمانوں کے جانے پر وہ قوم عالم بن گئی۔ اور اس میں بڑے بڑے عالم پیدا ہوئے۔ اور اب تک وہی قوم اس ملک میں آباد ہے۔ مسلمان مصر میں گئے۔ اور وہاں ایسی حکومت کی۔ کہ وہاں سب کی زبان عربی ہو گئی۔ مگر وہاں کی اصلی قومیں اب تک وہیں آباد ہیں۔ مسلمان شام میں گئے۔ مگر وہاں کی اصلی قومیں بھی اب تک وہاں آباد ہیں۔ مسلمان افریقہ کے دوسرے علاقوں میں گئے۔ اور کوئی ایسا علاقہ نہیں۔ جہاں مسلمان گئے ہوں مگر وہاں کی اصلی نسلیں فنا ہو گئی ہوں۔ وہاں اصلی رنگ بھی عربوں کے پہلو بہ پہلو بستے ہیں۔ اسی طرح جزائر ماریشس۔ جاوا۔ سماٹرا۔ ملایا۔ مگر [illegible] ہوا۔

غرض مسلمان جہاں بھی گئے۔ وہاں کے لوگوں کو ہر رنگ میں فائدہ پہنچایا۔ اور اصلی قومیں وہاں آباد رہیں۔ اور اپنے مذہب پر قائم رہیں سوائے ان کے جنہوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔ اور کسی ایک جگہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ وہاں کی قوموں کو مٹا کر مسلمانوں نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ مگر انہی علاقوں میں جب یورپین اقوام گئیں۔ تو انہوں نے وہاں کے اصلی باشندوں کو مٹا دیا۔

یہی نیروبی ہے۔ وہاں عربوں کا اتنا دخل ہے کہ وہاں کے باشندوں کی زبان تک بدل گئی۔ مگر وہاں اصلی قومیں آباد رہیں۔ لیکن جب انگریز گئے۔ تو انہوں نے کہا۔ چونکہ حبشیوں کو کبھی زمین پر قبضہ کرنے کا خیال ہی نہیں آیا۔ اس لئے یہ اپنے ملک میں زمینوں کے مالک نہیں ہو سکتے۔ اور وہاں کی زمینیں انگریزوں میں بانٹ دی گئیں۔ یہی حال دوسری یورپین اقوام کا ہے۔ آسٹریلیا میں اصل قوم کو تلاش کرنے سے چند ہزار انسان مل سکیں گے۔ حالانکہ وہ ہندوستان سے ڈیوڑھا ملک ہے۔ اسی طرح یونائیٹڈ سٹیٹس ہندوستان سے دوگنا علاقہ ہے۔ اور وہ سارے کا سارا آباد تھا۔ مگر اب تلاش کرنے سے وہاں اصلی باشندے چند ہزار سے زیادہ نہ ملیں گے اور وہ بھی اس حالت میں۔ کہ ان کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اور جائداد اور وہ بڑی مشکل سے زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔ یہی حال کینیڈا کا ہے۔ کوئی بتلائے تو کیا قیام ازل نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا۔ کہ جہاں جہاں مسلمان جائینگے۔ وہاں کے اصلی باشندے تو زندہ رہینگے اور ترقی کرینگے۔ لیکن جہاں یورپین اقوام جائینگی وہاں کے اصلی باشندے فنا ہو جائینگے۔ کہتے ہیں وہاں کے لوگ خود بخود مر گئے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یورپ والوں نے تو وٹامن نکال رکھی ہے۔ اس کے باوجود اصلی اقوام مر گئیں۔ مگر مسلمان جن کے پاس وٹامن نہ تھی۔ ان کے زمانہ میں کیوں زندہ رہیں۔ بیشک افریقہ کے بعض علاقے ایسے ہیں۔ جن میں کوئی یورپین دس بارہ سال سے زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس دوران میں بھی چھٹیاں لے کر اپنے ملک میں جاتے رہتے ہیں۔ یہ ہمارے ہی مبلغ ہیں۔ جو ایسے علاقوں میں پندرہ پندرہ سال سے خدا کے فضل سے کام کر رہے ہیں۔ ایسے علاقوں کو سفید آدمی کی قبر کہا جاتا ہے۔ ان علاقوں کو تو یورپین لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اور وہاں اصلی باشندے موجود ہیں۔ مگر جن اچھے علاقوں میں گئے۔ وہاں کے لوگوں کو بے دخل کر دیا۔ بچپن میں سنا کرتے تھے۔ کہ چھوٹے بچے کوئی چھوٹی موٹی گری پڑی چیز اٹھا کر کہدیتے۔ لبھی چیز خدا دی [illegible] یہ چیز جو ملی ہے۔ خدا کی ہے۔ اس سے کسی کا کوئی تعلق نہیں۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ یہ ایک ایسا منتر ہے۔ جس کے پڑھنے سے کسی کی چیز لینا جائز ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ مگر وہ تو چاک کا ٹکڑا۔ یا گٹی یا دھیلہ یا دمڑی کی چیز ہوتی تھی۔ مگر یہ لوگ ملکوں کے ملک ہڑپ لیتے ہیں۔ اور پھر کہدیتے ہیں۔ لبھی چیز خدا دی۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ باقی ساری دنیا پاگل ہے۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ اسے سمجھ نہیں سکتی۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ لوگ ڈنڈے کے زور سے دبے ہوئے ہیں۔ ورنہ ہر شخص سمجھتا ہے۔ کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس بارے میں وہ کتنا بڑا نشان ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت نے دکھایا۔ اب پادریوں کو شرم نہیں آتی۔ کہ یورپ کے لوگ کیا کر رہے ہیں اور مسلمانوں نے کیا کیا۔ یورپ کے لوگ جس ملک میں گئے۔ نہ ملک رہا۔ اور نہ وہاں کی قومیں رہیں۔ مگر مسلمان جہاں بھی گئے وہ ملک بھی رہے۔ اور قومیں بھی موجود رہیں۔ بائیبل کہتی ہے۔ کہ دنیا کی عمر چھ ہزار سال ہے۔ لیکن یورپین کہتے ہیں۔ دنیا کی عمر کئی لاکھ سال ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ جو نسلیں اتنے عرصہ سے چلی آ رہی تھیں وہ یورپین لوگوں کے جانے پر کیوں ختم ہو گئیں۔ ان لوگوں نے بیشک اصلی باشندوں کو زہر تو نہیں دیا۔ لیکن جب کسی قوم سے حکومت کھوئی جائے۔ اس کے پاس کھانے پینے اور آرام و آسائش کے لئے کچھ نہ رہے۔ تو اسے زندگی سے دلچسپی نہیں رہتی۔ اور جس قوم کو زندگی سے دلچسپی نہ رہے۔ وہ خود بخود مٹنا شروع ہو جاتی ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ایک شاعر کے شعر چھپے تھے جو بڑے دردناک تھے۔ اس کے اشعار کا مفہوم یہ تھا۔ کہ یورپ کے لوگ اپنے گھروں کو جا رہے ہیں اور وہ خوش ہیں۔ کیونکہ انہوں نے فتح حاصل کی ہے۔ مگر اے میرے ہم وطن تیرا کیا حال ہے۔ کہ تو خوش ہو سکتا ہے۔ پھر کہا۔ اے بھائی اب تیرا کام یہ ہے کہ تو آ اور میرے ساتھ بیلچہ اٹھا تاکہ ہم خندق کھود دیں۔ اور اس میں اپنے مُردوں کو دفن کر دیں۔ پھر کہتا ہے۔ اے بھائی آ تاکہ ہم ایک اور خندق کھود دیں۔ چونکہ ہمارے لئے دنیا میں رہنے کی کوئی جگہ نہیں۔ اس لئے ہم اس خندق میں اپنے زندوں کو دفن کر دیں۔ یہی حالت ان قوموں نے دوسری قوموں کی بنا دی ہے۔ اور وہ [illegible] ہو گئی ہیں۔

یورپ کی قومیں دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے کی جو وجہ بتاتی ہیں۔ اسے کون درست تسلیم کر سکتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ فلاں شخص اپنی جائداد شراب وغیرہ میں ضائع کر رہا تھا۔ اس لئے میں نے اسکی جائداد پر خود قبضہ کر لیا ہے۔ تاکہ [illegible]۔ تو کیا کوئی عدالت اس کے قبضہ کو جائز قرار دیگی۔ وہ تو یہی کہیگی۔ کہ یہ اپنی جائداد ضائع کر رہا تھا۔ تمہارا اس میں کیا دخل تھا۔ تم مجرم ہو۔

دنیا میں اس قسم کے حالات اسی وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب نبی کے آنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور نبی آکر اپنی جماعت کے ذریعے دنیا میں عدل اور انصاف قائم کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی ایک نبی بھیجا۔ جسے ہم نے قبول کیا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا ہم نے اپنے اخلاق اور اپنے معاملات ایسے بنا لئے ہیں۔ جن کا عدل اور انصاف متقاضی ہے۔ اگر نہیں۔ تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ اپنی مخلوق ایک بھیڑیے کے منہ سے نکال کر دوسرے بھیڑیے کے حوالے کر دے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ بھیڑیے سے چھڑا کر طبیب کے سپرد کر دے۔ تاکہ وہ اس کا علاج کرے۔ پس جب تک ہماری جماعت اپنے اندر ایسے اخلاق نہ پیدا کرے۔ کہ ہر قسم کا طمع چھوڑ دے۔ ہر شخص دیانتداری سے کام لے۔ کسی کا حق نہ مارے۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرے۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کا فضل کس طرح نازل ہو سکتا ہے۔ مومن کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے ہر وقت چست رہنا چاہیئے۔ اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔ کہ فلاں شخص نے جو مسلمان کہلاتا ہے۔ فلاں پر ظلم کیا۔ دیکھو صحابہ کی کیا حالت تھی۔ ایک صحابی اپنا گھوڑا بیچنے کے لئے لایا۔ اور اسکی قیمت مثلاً ایک ہزار درہم بتائی۔ دوسرے صحابی نے گھوڑا دیکھا اور دیکھ بھال کر کہا۔ اس کی قیمت دو ہزار درہم ہے۔ پہلے صحابی نے کہا۔ میں صدقہ نہیں لوں گا۔ بلکہ گھوڑے کی ایک ہزار جو قیمت ہے۔ وہی لوں گا۔ دوسرے صحابی نے کہا۔ میں کسی کا حق نہیں مارنا چاہتا۔ میں دو ہزار ہی دونگا۔ جو گھوڑے کی پوری قیمت ہے۔ آخر یہ معاملہ فیصلہ کے لئے قاضی کے پاس گیا۔ کہ وہ اصل قیمت مقرر کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق اُن کے حوالہ کی اور انہیں حکومت عطا کی۔ الخ پھر جس طرح انہوں نے خدا کی مخلوق سے سلوک کیا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک جنگ کے بعد مسلمانوں نے ایک علاقے پر قبضہ کیا لیکن جب اس علاقہ کو چھوڑ کر واپس آنے لگے۔ تو وہاں کے غیر مسلم روتے اور دعائیں کرتے تھے۔ کہ خدا آپ لوگوں کو پھر یہاں لائے۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ میں نے یورپین قوموں کی جہاں ایک برائی بیان کی ہے۔ وہاں یہ خوبی بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ قانون کو قائم رکھتے۔ اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے دیسی لوگ خواہ وہ کسی درجہ کے ہوں اسکی پروا نہیں کرتے۔ غرض یورپین لوگ پولیٹیکل لحاظ سے ملادار ہیں۔ جو قوموں کی قوموں کو کاٹتی چلی جاتی ہے۔ لیکن جوڈیشل معاملات میں انصاف قائم رکھتے ہیں۔ اور یہی اُن کے ذاتی اخلاق ہیں۔ جن کی وجہ سے دوسروں پر حکومت کر رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے دوسری قومیں اُن کی عزت کرتی ہیں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ جہاں کسی پر ظلم نہ کریں وہاں یورپین اقوام کی خوبیوں سے بھی زیادہ خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سپرنٹنڈنٹ فضل عمر ہوسٹل کا ایڈریس

بحضور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ و اطلع شموس طالعہ

سیدی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج سے ۳۱ سال پہلے جبکہ منکرین خلافت خدا کے رسول کی تخت گاہ چھوڑ رہے تھے تو ان میں سے ایک نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آج سے دس سال کے بعد اس بلڈنگ پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق مصلح موعود کے مبارک دور میں جماعت کو ترقی پر ترقی عطا فرمائی وہ بلڈنگ جس کے متعلق یہ بات کہی گئی تھی۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نوازا۔ اور سکول کی بجائے اسے کالج کی بلڈنگ میں تبدیل کر دیا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

یہ جگہ جہاں موجودہ ہوسٹل کی تعمیر ہوئی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں منکرین خلافت کے امیر رہا کرتے تھے۔ لیکن آج ان کی کوٹھی کالج کے ہوسٹل میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اور ان کی دوسری زمین بھی ہمارے قبضہ میں آ چکی ہے۔ یہ سب باتیں ہمارے لئے نشان ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منکرین خلافت کے سب نشانوں کو اپنے رسول کی تخت گاہ سے مٹا دیا ہے۔ اور ان کو اس جگہ سے اس طرح نکال دیا گیا ہے جس طرح دودھ سے مکھی۔ مگر پھر بھی یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں ایک عرصہ تک امیر غیر مبائعین رہتے رہے ہیں اس جگہ کا ان کے نام سے جو قدیمی تعلق ہے وہ ہمارے لئے دل خوشکن نہیں۔ اگرچہ عرصہ تک جامعہ احمدیہ کے لئے یہ عمارت استعمال ہوتی رہی ہے۔ ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر بُرے اثر کو اس جگہ سے دور کرے۔ اور اپنی برکات کی بارش سے سیراب کرے۔ ہمارے اس نئے ہوسٹل کی تعمیر ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ اور اس میں بہت زیادہ تاخیر ہو گئی۔ جس کی ایک بڑی وجہ اینٹوں وغیرہ کا نہ ملنا بھی تھی۔ اور مجبوراً آخر میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ کمروں میں بجائے اینٹوں کے روڑی کا فرش لگایا جائے۔

فضل عمر ہوسٹل میں اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ۵۵ طالب علم رہ رہے ہیں۔ پرانے ہوسٹل میں ہمارے طلباء بہت تنگی سے گزارہ کر رہے تھے۔ چنانچہ بعض اوقات ایک ایک کمرے میں تیرہ تیرہ طلباء کو بھی رہنا پڑا۔ اس وقت گیسٹ ہوس کے بیرونی و اندرونی حصص کے درمیان کی گیلری میں اور ملحقہ کوارٹرز میں بھی طلباء رہ رہے تھے۔

گزشتہ سال ایسے اوقات بھی آئے جب ایک ہی کمرے میں دفتر بھی تھا۔ اور وہیں بعض طلباء بھی رہتے تھے۔ اور وہیں پر سپرنٹنڈنٹ اور ٹیوٹر رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں اس نئے ہوسٹل میں آنے کی توفیق دی۔ اگرچہ یہ عمارت پختہ نہیں۔ مگر جو بھی ہے ہم اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز جگہ کی تنگی کی جو تکلیف ہم وہاں محسوس کر رہے تھے۔ وہ یہاں آکر دور ہو جائیگی جگہ کی تنگی کی وجہ سے ہمارے بہت سے طلباء ہوسٹل چھوڑ کر چلے گئے۔ کئی ایسے بھی ہیں۔ جو ابھی ہوسٹل میں داخل نہیں ہوئے۔ اور اس وقت تک وہ ہوسٹل کی نئی عمارت میں تبدیلی کے منتظر تھے۔ انشاء اللہ العزیز اب وہ بھی ہمارے ساتھ آملیں گے۔ اگرچہ یہ عمارت کچی ہے۔ لیکن پھر بھی اس پر خرچ کافی ہو گیا ہے اور حضور کی یہ سراسر نوازش تھی۔ کہ ہماری ضروریات کا احساس کرتے ہوئے حضور نے اس رقم کی منظوری عطا فرمائی۔ انشاء اللہ العزیز کوشش کی جائے گی۔ کہ جس مقصد کے لئے حضور نے کالج اور اس کے ساتھ اس ہوسٹل کو قائم فرمایا ہے۔ وہ مقصد حاصل کیا جائے۔ تاکہ غریب جماعت کا یہ روپیہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔ اس رقم کو جو حضور نے ہمیں عطا فرمائی۔ ہم قرض تصور کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز اسے واپس کیا جائے گا۔ لیکن اس صورت میں کہ اس کے خرچ کا جو مقصد ہے۔ وہ بتمام و کمال حاصل کیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض ایسی تجاویز بھی ہمارے مدنظر ہیں۔ جن سے آمدنی پیدا ہو سکیگی اور اس طرح بھی اس رقم کو واپس کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔ مثلاً ایک تجویز ہمارے سامنے یہ بھی ہے۔ کہ ہوسٹل کی جو Tuck Shop زیر تجویز ہے بجائے اس کے کہ کسی شخص کو اس کا ٹھیکہ دیں اسے خود چلایا جائے۔ اور اس سے آمدنی پیدا کی جائے۔ اور منافع صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہوتا جائے۔ تا ایک طرف طلباء کی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں۔ اور دوسری طرف انجمن کا مالی بوجھ بھی ہلکا ہوتا رہے۔ اسی طرح یہ تجویز بھی ہمارے مدنظر ہے۔ کہ ایک Rabbit farm کھولا جائے جس میں خرگوشوں کی پرورش کی جائے۔ اور اس کو مالی آمدنی کا ذریعہ بھی بنایا جائے۔ اور طلباء کے لئے مفید Hobby کا سامان بھی ہو۔

منجملہ دوسرے کئی ایک فوائد کے جو تربیت کے رنگ میں احمدی طلباء کو اس ہوسٹل سے حاصل ہو رہے ہیں۔ ایک اور فائدہ یہ بھی حاصل ہو رہا ہے۔ کہ غیر احمدی طلباء جو ہم میں آکر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسرے طلباء سے نیک نمونہ حاصل کر رہے ہیں حضور کی مجالس اور قادیان کی دیگر روحانی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال تین چار غیر احمدی طلباء نے جو ہوسٹل میں رہتے تھے۔ نہائت ہی نیک اثر قبول کیا ہے۔ اور انہوں نے بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ابھی ان کو یہی کہا گیا ہے۔ کہ اچھی طرح مزید غور کر لیں تاکہ اللہ تعالیٰ کامل انشراح عطا فرمائے۔

ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقصد کے حصول میں ہماری تائید و نصرت فرمائے جس مقصد کے حصول کے لئے حضور نے اس ہوسٹل کو قائم فرمایا ہے۔ اور جس کی طرف حضور نے گزشتہ مجلس شوریٰ میں بھی اشارہ فرمایا تھا۔ یعنی یہ کہ احمدی طلباء کی ایک خاص سکیم کے ماتحت تعلیم و تربیت کی نگرانی ہو۔ ان کی دینی اخلاقی۔ جسمانی اور علمی ترقی کی نگہداشت کی جائے۔ اوقات کی پابندی کرائی جائے۔ محنت کی عادت ڈالی جائے۔ اور آوارگی سے ان کو بچایا جائے۔

ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور جہاں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بھاری بوجھ کو کماحقہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہاں حضور ہمیں اپنی قیمتی ہدایات سے بھی متمتع فرمائیں۔ جن سے ہم طلباء کی بہتر سے بہتر رنگ میں تربیت کر سکیں۔

آخر میں مکرم و محترم جناب صدر صاحب کالج کمیٹی و مکرم و محترم پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج کا دلی جذبات سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ اس ہوسٹل کی تعمیر انہی کی قیمتی توجہ کی رہین منت ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے بلند و عالی مقاصد کی تکمیل کی توفیق دے۔ اور ہم اس دنیا میں اور آخرت میں اپنے مولیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں

میں ہوں حضور کا ناچیز خادم

خاکسار سپرنٹنڈنٹ فضل عمر ہوسٹل

سالانہ اجتماع میں شامل ہونیوالے خدام

مجلس مرکزیہ کا ہمیشہ سے یہ طریق رہا ہے۔ کہ سالانہ اجتماع کے بعد احباب سے انتظامات کے متعلق آراء منگواتی ہے۔ تاکہ باوجود ہماری پوری کوشش کے اگر کوئی کمی انتظامات میں رہ گئی ہو۔ تو آئندہ کے لئے اسے ملحوظ رکھا جا سکے۔ اسی طرح اگر کوئی نئی چیز اس میں ہونی ضروری ہو۔ تو وہ بھی سامنے آجائے اس قسم کی آراء اور مشورے بخوشی قبول کئے جاتے ہیں۔ اور ان پر غور کر کے مفید مشوروں پر عمل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ اسی طریق کے ماتحت اس سال بھی ان قائدین۔ زعماء اور خدام سے جنہوں نے اجتماع میں شمولیت کی ہے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی رائے اور مشوروں سے جلد تر مرکز کو اطلاع دینگے۔ ان میں مندرجہ ذیل امور کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے

(۱) انتظامات کے متعلق رائے۔ اگر کوئی کمی یا نقص نظر آیا ہو تو اسکی تفصیل اور اسکو دور کرنے کی تجویز

ب۔ اگر کوئی انتظام کسی اور طریق پر ہو سکتا تھا۔ تو اس کے متعلق بھی توجہ دلائیں۔ اگر آئندہ اجتماع کے لئے ان کے ذہن میں مزید تجاویز بھی ہوں جن سے اجتماع کو زیادہ کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ تو انہیں بھی تحریر کریں۔ تا آئندہ سال انہیں ملحوظ رکھا جا سکے

یہ اور اسی قسم کی اور باتیں جن سے اجتماع کو کامیاب اور موثر بنانے میں مدد ملتی ہو جلد از جلد خاکسار کے نام ارسال فرمائیں۔ اس امر کی کوشش کریں۔ کہ ان تجاویز اور مشوروں میں کوئی اور بات اجتماع سے غیر متعلق درج نہ ہو۔ تاکہ ان کو علیحدہ یکجائی صورت میں جمع کیا جا سکے۔

قائدین۔ زعماء اور خدام اس بارہ میں اپنی اپنی تجاویز اور مشورے براہ راست مرکز کو بھجوائیں۔

خاکسار عباس احمد مہتمم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حدیث "لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی" کے متعلق

ایک سوال کا جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن مجید کی آیات بینات سے ثابت ہے عقلی اور نقلی دلائل تواتر سے موت مسیح پر شاہد ہیں۔ احادیث نبویہ سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ "لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعھما الا اتباعی"۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۳) کہ اگر حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ زندہ ہوتے تو ان کے لئے بجز میری تابعداری کرنے کے چارہ نہ ہوتا۔ دوسری حدیث نبوی میں یہاں تک تصریح موجود ہے۔ ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰) کہ حضرت عیسیٰؑ ایک سو بیس سال زندہ رہے تھے۔

اس صورت میں غیر احمدی علماء کا کسی ایک حدیث میں تحریف کرنا ان کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوسکتا۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ جس طرح ایک حدیث نبوی میں آیا ہے۔ لوکان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی (بخاری شریف) کہ اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو میرے پیروکار ہوتے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے۔ لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی (شرح الفقہ الاکبر صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر) کہ اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو میرے تابعدار ہوتے یہ موخر الذکر حدیث باقی احادیث نبویہ بالخصوص حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعھما الا اتباعی سے کامل مطابقت کے باعث صحیح اور ثابت شدہ حدیث ہے۔ لیکن غیر احمدی علماء اس موخر الذکر حدیث کی وجہ سے بہت بے چین ہوجاتے ہیں۔ اسی بے چینی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہندوستان میں جو شرح فقہ اکبر طبع ہوئی ہے۔ اس میں لوکان عیسیٰ حیاً کی بجائے لوکان موسیٰ حیاً کر دیا گیا ہے۔

اس کھلی تحریف کو چھپانے کے لئے پچھلے دنوں ضلع گجرات کے ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ اصل شرح فقہ اکبر میں "موسیٰ" کا لفظ ہی ہونا چاہیئے تھا۔ مصر کے پہلے اڈیشن میں "عیسےٰ" کا لفظ غلط طور پر درج ہوگیا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے۔ کہ سیاق عبارت کے لحاظ سے اس جگہ "عیسےٰ" کا لفظ آ ہی نہیں سکتا۔ لفظ "موسیٰ" ہی مناسب ہے۔ ایک احمدی دوست نے غیر احمدی مولوی صاحب کے اس اعتراض کا جواب بذریعہ الفضل طلب کیا ہے۔ سو عرض ہے۔ کہ سیاق عبارت کے متعلق بھی یہ خیال تنکے کے سہارے سے بھی کمزور ہے۔ حضرت علامہ ملا علی القاری کی شرح فقہ اکبر میں مندرجہ ذیل عبارت ہے:-

"فیجتمع عیسیٰ علیہ السلام بالمھدی رضی اللہ عنہ وقد اقیمت الصلوٰۃ فیشیر المھدی لعیسی بالتقدم فیمتنع معللاً بان ھذہ الصلوٰۃ اقیمت لک فانت اولی بان تکون الامام فی ھذا المقام ویقتدی بہ لیظھر متابعتہ لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما اشار الی ھذا المعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقولہ لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی"

ترجمہ:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اپنے نزول کے وقت) حضرت امام مہدیؓ سے ملینگے اور اس وقت نماز کے لئے اقامت کہی جا چکی ہوگی۔ حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰؑ کو اشارہ سے عرض کرینگے کہ آگے بڑھ کر اپنی امامت میں نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکار کرنے سے رکینگے اور دلیل یہ دینگے کہ یہ اقامت نماز آپ کے لئے ہوئی ہے۔ اس لئے آپ (امام مہدیؑ) ہی اس جگہ حقدار ہیں کہ امام بنیں۔ پھر حضرت عیسےٰ امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کرینگے تا یہ ظاہر کریں کہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا متبع اور پیروکار ہوں۔ جیسا کہ اسی مفہوم اور معنی کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی کہ اگر عیسےٰؑ زندہ ہوتے تو میرے تابعدار ہوتے۔"
(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر)

اس اقتباس پر تدبر کرنے سے صاف واضح ہوجاتا ہے۔ کہ اسجگہ صرف حدیث لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی ہی درج ہوسکتی تھی کیونکہ علامہ علی القاری یہی ثابت کررہے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے نزول کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل یوں کرینگے کہ امت محمدیہ کے افراد کی اقتداء میں نماز ادا کرینگے اور خود امامت نہ کرائینگے۔ جب ذکر حضرت عیسیٰؑ کے بوقت نزول متبع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہونے کا ہے۔ تو دلیل اسی کے مطابق ہونی چاہیئے چنانچہ ایسا ہی ہے پس حدیث نبوی لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی درست ہے۔ اور اسی کے اس جگہ اندراج کا موقعہ تھا۔ ورنہ حضرت عیسیٰؑ کے ذکر پر حضرت موسیٰؑ والی حدیث دلیل پیش کرنا زیادہ مناسب نہیں بلکہ اس تصور کے ساتھ کہ حضرت عیسےٰؑ ابھی زندہ ہیں۔ اور انہوں نے دوبارہ آکر عملاً اپنا متبع ہونا ثابت بھی کر دینا ہے۔ حضرت موسیٰؑ والی حدیث بالکل بے موقعہ تھی۔ لہذا ماننا پڑیگا۔ کہ سیاقِ عبارت کا مقتضیٰ یہی ہے۔ کہ اس جگہ لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی والی حدیث ہی درج کی جاتی۔ چنانچہ علامہ قاری نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہاں اگر کسی کے دل میں یہ خلجان پیدا ہو۔ کہ اس حدیث سے تو حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہوجاتی ہے۔ تو اس کا حل یہ ہے۔ کہ یہ خدائی تصرف ہے۔ چونکہ امت محمدیہ میں آنے والے حضرت عیسیٰؑ اسرائیلی نہیں وہ تو صرف رسولاً الی بنی اسرائیل تھے۔ امت محمدیہ کا موعود اماماکم منکم کا مصداق تھا۔ اس لئے علامہ قاری کی عبارت میں آنے والے عیسیٰؑ سے مراد مسیح محمدی ہے۔ اس طرح پہلے مسیحؑ کی وفات اور آنے والے مسیحؑ کی متابعتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم دونوں امر ثابت ہوجاتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب شرح فقہ اکبر کے اقتباس کا سیاق بھی حدیث لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی کے الفاظ کی ہی تائید کرتا ہے۔

اس جگہ یہ امر بیان کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ کتاب شرح فقہ اکبر پہلی دفعہ ۱۳۲۳ھ ہجری میں "مطبعۃ التقدم بشارع محمد علی بمصر" میں طبع ہوتی ہے۔ اور دوسری مرتبہ ۱۳۲۷ھ میں "مطبعۃ دار الکتب العربیۃ الکبری بمصر" میں شائع ہوتی ہے۔ اور دونو نسخوں میں حدیث مندرجہ بالا لوکان عیسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی کے الفاظ میں ہی طبع ہوئی ہے پہلے اڈیشن کے صفحہ ۱۱۲ پر اور دوسرے اڈیشن کے صفحہ ۱۰۱ پر اسی طرح درج ہے۔ ہندوستانی غیر احمدی مولویوں نے محض احمدیت کی مخالفت کے باعث حدیث کے اصل لفظ "عیسیٰ" کی بجائے "موسیٰ" چھاپ دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خاکسار
ابو العطاء جالندھری قادیان

وقف نمبر ۲

سو سال کا کام دو تین سالوں میں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دو خطبات میں متواتر اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت کے تاجر ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیل جائیں تو احمدیت کی اشاعت بڑی سرعت سے ہوسکتی ہے۔ اور اسی سلسلے میں حضور نے فوجی احباب کو بلایا ہے۔ جو کہ اب فارغ ہوکر گھروں کو واپس آئینگے۔ اور از سر نو اپنے لئے روزگار تلاش کرینگے۔ اور دوسرے نوجوانوں کو بھی توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ بھی آگے آئیں اور اپنی زندگیاں وقف نمبر ۲ کے ماتحت پیش کریں تاکہ اُن کو سلسلہ اپنی مرضی کے موافق مختلف شہروں میں بھجوا سکے اور تبلیغ احمدیت کے راستے زیادہ سے زیادہ وسیع ہوجائیں۔

حضور نے اس سلسلۂ وقف میں پانچ ہزار نوجوان کو بلایا ہے۔ اور اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اگر بیس ہزار کنگال بھی اس تحریک پر کھڑے ہوجائیں یا کم سے کم پانچ ہزار آدمی کھڑے ہوجائیں تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ جو کام ہم سو سال میں کر سکتے تھے۔ اُسے انشاء اللہ دو تین سالوں میں کر لینگے"

اس وقف کے شرائط حضور کے الفاظ میں پڑھ لیں حضور فرماتے ہیں:- "اور یہ وقف وقف نمبر ۲ کہلائیگا۔ اس طرح نہیں کہ ہم اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں۔ ہم کو پڑھا کر مبلغ بنا کر بھیجو بلکہ اس طرح کہ ہم اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں جہاں چاہیں بھیجدیں اور جو تجارتی یا صنعتی کام ہمارے لئے تجویز کریں ہم وہ کرینگے اُس کو بڑھانے کی کوشش کرینگے اور ساتھ ساتھ تبلیغ احمدیت کے لئے بھی کوشش کرینگے اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی ترقی کے لئے ایک نیا باب کھل جائیگا۔ اور لاکھوں لاکھ آدمی احمدیت میں شامل ہونگے"۔

اس سلسلۂ وقف میں پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں اَن پڑھ بھی اس تحریک میں شامل ہوسکتے ہیں کیونکہ تجارت کے لئے یہ بات بالکل ضروری نہیں ہوا کرتی۔

پس جماعت کے نوجوان اس طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان بھی اپنی جماعتوں میں تحریک کریں تاکہ اس وقف میں نوجوان زیادہ سے زیادہ اپنی زندگیاں پیش کریں تاکہ وہ دن زیادہ سے زیادہ قریب ہو جبکہ دنیا کے لوگ فوج در فوج احمدیت میں داخل ہوں۔ (ناظم تجارت)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب کا ایک تازہ خطبہ جمعہ

حقائق اور واقعات پر پردہ ڈالنے کی افسوسناک کوشش

(۱)

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نے اپنے تازہ خطبہ میں جو ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء کے اخبار "پیغام صلح" میں شائع ہوا ہے۔ پھر اسی پانی کو بلویا ہے۔ جسے وہ گذشتہ تیس سال سے بلو رہے ہیں۔ اور جس کا نتیجہ آج تک ان کے حق میں سوائے اس کے کچھ نہیں نکلا۔ کہ ان کی لفظی ایچا پیچوں اور وکیلانہ بحثوں کو بے حقیقت پاکر ان کے ساتھیوں میں سے بہت سے معزز افراد ان سے علیحدہ ہوکر جماعت احمدیہ قادیان میں شامل ہو گئے ہیں۔

خطبہ میں گالیاں

جناب مولوی صاحب نے کچھ عرصہ سے خاص طور پر اپنے خطبات جمعہ کا موضوع حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کے خلاف زہر چکانی قرار دے رکھا ہے۔ شروع میں قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ان کی من مانی تفسیر فرماتے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کہ خطبہ جمعہ کا اصل موضوع قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ مگر پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد اپنے حقیقی مطلب کی طرف آتے ہوئے جماعت احمدیہ کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔ اور جی بھر کر گالیاں دیتے اور بُرا بھلا کہتے ہیں۔ تفسیر کی آڑ میں گالیاں دینے کا یہ طریق بھی کیسا عجیب ہے جس کی ایجاد کا سہرا جناب مولوی صاحب ایسے مفسر قرآن ہی کے سر کو زیب دیتا ہے۔ مولوی صاحب کے ان خطبات کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا آپ کے نزدیک قرآن مجید کی وہ ساری آیات جن میں کسی قوم کی عملی یا اعتقادی برائیاں بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے لئے اتری تھیں۔

دنیائے مذہب میں عجیب مثال

لیکن کیا بالفاظ جناب مولوی محمد علی صاحب "نبی آخر الزمان" کی جماعت کا یہی انجام مقدر تھا؟ ابھی تو ان الفاظ کی سیاہی بھی خشک ہونے نہیں پائی۔ جن میں اس زمانہ کے اس عظیم الشان مصلح و مامور نے جس کی آدم سے لیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تک سب انبیاء خوشخبری دیتے آئے۔ اپنی جماعت کی خدا تعالےٰ کے الہام سے روشنی پاکر اتنی تعریف فرمائی۔ جتنی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحابہ رضؓ کی جماعت کے اور کسی نبی کی جماعت کی آج تک خدا تعالیٰ نے نہیں کی۔ کیا یہ جماعت نعوذ باللہ اتنی جلدی قعر مذلت میں گر گئی۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو دنیا جہان کی برائیاں اور گذشتہ ساری قوموں کی بدیاں اس میں نظر آرہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کو یہ بھی دعویٰ ہے۔ کہ میں اس عظیم الشان مصلح کا پیرو ہوں۔ اس کا حقیقی جانشین اور اسکی تعلیم کا حقیقی علمبردار۔ دنیائے مذہب کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال ملیگی۔ کہ ایک اطاعت کا دم بھرنے والے نے اپنے مطاع کی تحریرات اور الہامات سے ایسا سلوک کیا ہو۔ جو آج مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور الہامات سے کر رہے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جمعہ کے مقدس اجتماعات میں بجائے اپنی پارٹی کو نیکی۔ تقویٰ اور خدمتِ دین کی طرف توجہ دلانے کے وہ سارا زور جماعت احمدیہ کے خلاف صرف کرتے ہیں۔ "پیغام صلح" جو آٹھ صفحوں کا ایک ہفتہ واری اخبار ہے۔ اس کا بھی زیادہ تر حصہ انہی خطبات یا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ قادیان کے خلاف مضامین سے پُر ہوتا ہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ان لوگوں کے سامنے سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو برا بھلا کہنے اور گالی گلوچ دینے کے اور کوئی کام ہی نہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطبات

ایک طرف "الفضل" میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ پڑھئے۔ ان میں آپ کو جماعت کی روحانی و جسمانی تربیت و اصلاح اور تبلیغ کی وسیع اور مفصل سکیمیں نظر آئینگی۔ اسلامی حقائق اور روحانی معارف کا موجیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیگا۔ لیکن دوسری طرف جناب مولوی محمد علی صاحب کے خطبات ہیں۔ جن کا موضوع اکثر گالیاں۔ نکتہ چینی اور بدگوئی ہوتا ہے۔ جمعہ کے خطبات کا یہ موضوع یقیناً ایسا ہے۔ جس پر کوئی مذہبی جماعت یا اس کا مدعی روحانیت خطیب فخر نہیں کر سکتا۔

مولوی محمد علی صاحب کی معذوری

جناب مولوی صاحب تو ایک حد تک معذور ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ان کی پارٹی کے وہ معزز افراد جو ان کے تیس سالہ رفیق تھے۔ ان کو چھوڑ چھاڑ کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس لئے وہ جا و بے جا کی تمیز بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمیں حیرانی ہے۔ کہ ہمارے سنجیدہ مزاج غیر مبائع بھائی جناب مولوی صاحب کے اس طرزِ عمل کو دیکھتے ہوئے کیوں خاموش ہیں۔ ان میں سے کوئی خدا کا بندہ جرأت کرکے جناب مولوی صاحب سے اتنا تو دریافت کرے۔ کہ آپ نے جمعہ کے خطبات کا موضوع گالیاں نکتہ چینی اور بدگوئی کیوں اختیار فرمالیا ہے؟ کیا "قادیانیوں" میں برائیاں تلاش کرنے کے سوا اور کوئی بات آپ کو خطبہ کے لئے نہیں ملتی؟

رسول کریم صلعم اور حضرت موسیٰ ؑ کے صحابہ

مولوی محمد علی صاحب نے مذکورہ بالا خطبہ میں پہلے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے والے ان کی تعلیم سے ہٹ گئے تھے۔ اسی طرح ان کے مثیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت حضور ؑ کی تعلیم سے دور ہو گئی ہے۔ اور اس کا استدلال آپ نے قرآنی آیت ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب سے کیا ہے۔ اس امر کا فیصلہ کہ جناب مولوی صاحب کے دعویٰ اور اسکی دلیل میں کیا تعلق اور ربط ہے۔ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہوئے جناب مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر دو مثیلوں کی مماثلت باہمی کا یہ لازمی اقتضاء ہے۔ کہ ان کی جماعتوں کی مماثلت ہر جہت سے ثابت ہو۔ تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحابہ کے بارے میں کیا فرمائینگے؟ قرآن مجید میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ مگر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحابہ رضؓ نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کی طرح نعوذ باللہ یہ کہا تھا۔ کہ اذھب انت و ربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ نہیں! اور ہرگز نہیں!! بلکہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے صحابہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بالکل برعکس یہ کہا۔ کہ ہم حضورؐ کے دائیں بھی لڑینگے۔ اور بائیں بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن آپ تک ہماری لاشوں کو لتاڑ کر ہی پہنچ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہ کرام کی اس فدائیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی روحانی قوت قدسیہ کا زبردست اعجاز اور اسکی برتری اور تفوق کے ثبوت میں اپنی کتب میں پیش فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے"۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اتباع کی وجہ سے مسیح محمدی مسیحِ موسوی سے افضل ہے۔ اور یہ فضیلت اسی روحانی قوت قدسیہ کا ایک ظل ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حاصل تھی۔ تو لازمی ہوا۔ کہ مسیح محمدی کی جماعت رشد و ہدایت پر قائم رہنے میں مسیح موسوی کی جماعت سے برتر اور افضل ہو۔ اور اسی وجہ سے ان دونوں میں وہی نسبت ماننی ضروری ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحابہ میں تھی۔ واقعات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے والوں کی ایمانی کیفیت کا جو عالم تھا۔ اس کا پتہ اس امر واقع سے لگتا ہے۔ کہ مصیبت کے وقت وہ سب تتر بتر ہو گئے۔ مگر یہاں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب کابلی اور مولوی نعمت اللہ خاں صاحب جیسے شہید پیدا ہوئے

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مثیل ہیں

پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ صحابہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید میں صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آیت وآخرین منہم اور ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین میں اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو واضح الفاظ میں ان آیات کا مصداق قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بھی اس جماعت کی جو تعریف کی گئی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ ان سب امور سے روز روشن کی طرح یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دراصل صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں۔ اور ان میں وہی ایمانی قوت پائی جاتی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پائی جاتی تھی۔ پس رشد و ہدایت پر قائم رہتے ہیں۔ ان کی مثال حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے والوں سے نہیں دی جاسکتی۔ اور نہ ان کو ان پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

دو مثیلوں کی مشابہت

اگر دو مثیل نبیوں کی جماعتوں میں ہر حیثیت سے مشابہت ہونا ضروری ہے۔ تو کیا یہ بدرجہ اولیٰ ضروری نہیں کہ دونوں مثیل بھی ہر جہت سے ایک دوسرے کے مشابہ ہوں۔ جناب مولوی صاحب کے پیش کردہ اصل کی رو سے۔ تو یہ ضروری ٹھہرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بعینہٖ اسی طرح صلیب کا واقعہ پیش آتا جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو پیش آیا۔ لیکن حضور کا یہ مشہور شعر شاید جناب مولوی صاحب کو یاد ہوگا ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

یعنی گو مسیح علیہ السلام کی مماثلت کی وجہ سے مجھے روئے صلیب دیکھنا چاہیئے تھا مگر مجھے احمد بھی کہا گیا ہے۔ اس لئے احمدی تجلی مسیحی مماثلت پر غالب آگئی۔ اور میں صلیب دیکھنے سے محفوظ رہا۔ پس اگرچہ آپ مسیح ناصری علیہ السلام کے مثیل ہیں۔ لیکن چونکہ آپ مسیح محمدی ہیں اور آپ میں احمدیت کا رنگ بھی پایا جاتا ہے۔ اسلئے آپکی جماعت کو خدا تعالیٰ نے مسیح موسوی کی جماعت جیسا نہ بنایا۔ بلکہ اسے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل قرار دیا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اپنے اندر زبردست قوت ایمانی رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو خدا تعالیٰ نے وہی مقام عطا فرمایا۔ یہ سب نکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں بڑی وضاحت اور تفصیل سے مذکور ہیں۔ مگر جناب مولوی محمد علی صاحب جہاں خود حضور کی کتابوں سے دور جا رہے ہیں وہاں وہ اپنی پارٹی کو بھی ان سے دور لے جا رہے ہیں۔ جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام گھٹایا تو یہ اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ حضور کے ماننے والوں کا مقام بھی گرا دیتے۔

غیر مبائعین کی مسیحیوں سے مماثلت

اگر جناب مولوی صاحب غور فرمائیں تو انہیں ایک رنگ میں خود اپنے اور اپنی پارٹی کے اندر مسیحیوں سے مماثلت نظر آسکتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہاں عیسائیوں نے غلو بہ جانب افراد اختیار کیا تھا۔ اور یہاں نقص بہ جانب تفریط ظاہر ہوا۔ اور یہ مماثلت مسیح محمدی کی جماعت کے مختزمہ قلیلہ میں ظاہر ہوئی اور اس کا اکثر حصہ گمراہی سے محفوظ رہا۔ تا اسم احمد و محمد کی تجلی کا عیسویت کی تجلی پر غلبہ ثابت ہو۔ مماثلت ناقص طور پر پوری ہوگئی۔ اور اس سے جناب مولوی صاحب کا وہ شوق بھی پورا ہوگیا جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعتوں میں مماثلت تلاش کرنے کے لئے وہ ظاہر فرما رہے ہیں یہ وہ بنیاد ہے جس پر جناب مولوی صاحب نے اپنے محولہ بالا خطبہ کی عمارت کھڑی کی ہے۔ اور جب بنیاد ہی غلط ہے تو اس کے بعد جو کچھ بیان کیا گیا۔ اس کے غلط ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے

حق پوشی

آگے چل کر آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ قادیان کی نسبت فرماتے ہیں "اب اس بات کا نام نہیں لیتے کہ حضرت مسیح موعود نے عقیدہ تبدیل کیا۔ بلکہ گول مول کر کے اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں۔ میں نے حلف کا مطالبہ کیا۔ لیکن ان میں سے کسی کو حلف اٹھانے کی جرأت نہیں۔ میں نے مباحثہ کا چیلنج دیا۔ لیکن وہ اس طرف بھی نہیں آتے۔ میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ لیکن وہ اس طرف بھی نہیں آتے"

ان الفاظ میں جناب مولوی صاحب نے حق پوشی کی جو کوشش کی ہے۔ وہ اخبار "الفضل" کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ابھی صرف دو ہی ماہ ہوئے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری عمر میں نبوت کی تعریف میں تبدیلی کی ہے اور (۲) یہ کہ آپ جب بھی نبوت کا انکار کرتے تھے اس پہلی تعریف کے مطابق کرتے تھے۔ دوسری تعریف کے مطابق آپ نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور وفات تک اس پر قائم رہے۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ اور اس دعویٰ پر ہم مباہلہ کے لئے تیار ہیں"

حضور کا یہ جواب "الفضل" مورخہ ۲۲ اگست ۴۵ء میں چھپ چکا ہے اور جناب مولوی محمد علی صاحب کو اس کا علم ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کس دیدہ دلیری سے فرماتے ہیں کہ "آپ میاں صاحب اور ان کے مرید تبدیلی عقیدہ کا نام نہیں لیتے۔ اور نہ حلف اٹھاتے اور نہ مباہلہ کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ ع چہ دلاور است

مسئلہ نبوت میں اصل جھگڑا

ساری جماعت احمدیہ بلکہ ایک دنیا کو یہ معلوم ہے کہ ہمارا اور غیر مبائعین کا مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ضمن میں اصل جھگڑا یہی ہے کہ حضور نے تعریف نبوت میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا یا نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آخری عمر میں حضور نے تعریف نبوت میں تبدیلی کی۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا یہ دعویٰ ہے کہ تبدیلی نہیں کی۔ گزشتہ تیس سال کے بحث و مباحثہ کے بعد جب جناب مولوی صاحب نے آخر حلف اور مباہلہ پر فیصلہ ٹھہرایا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان کا مطالبہ بھی منظور فرما لیا اور ان کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ تو اب جناب مولوی صاحب لفظی ایچا پیچیوں کی پناہ لے کر میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ باوجود اس کے ان کی جسارت قابل داد ہے کہ وہ الٹا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور آپ کی جماعت پر الزام دھرتے ہیں کہ یہ اب اس عقیدہ کا نام نہیں لیتے۔ اور نہ مباہلہ کرتے ہیں۔ جناب مولوی صاحب اپنے ناسمجھ اور حالات سے بے خبر سامعین کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ مگر دنیا ان کی اس کارروائی کو دیکھ رہی ہے۔ اور اسے صاف نظر آرہا ہے کہ میدان مباہلہ سے بھاگ کون رہا ہے۔

غیر معقول مطالبہ

رہ گیا یہ معاملہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعریف نبوت میں تبدیلی کب کی؟ سو ہماری تحقیق میں یہ تبدیلی حضور نے ۱۹۰۱ء میں کی۔ اور حضور کا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" اس کا ثبوت ہے۔ تبدیلی وقت کی تعیین ایک علمی تحقیق کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اصل دعویٰ کی صحت یا عدم صحت پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لیکن جناب مولوی صاحب نے تبدیلی تعریف پر بالمقابل مباہلہ کرنے سے انکار کا یہ بہانہ پیش کیا ہے کہ مباہلہ اس بات پر ہونا چاہیئے۔ کہ یہ تبدیلی حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں کی تھی یا نہیں ظاہر ہے کہ ان کا یہ مطالبہ بالکل غیر معقول ہے۔ اصل سوال تو نفس تبدیلی کا ہے۔ اور اسی پر بالمقابل حلف اٹھانا چاہیئے۔ باقی سب امور تو محض تاریخی ریسرچ اور علمی تحقیق کے طور پر بطور تائید پیش کئے جاتے ہیں ان پر مباہلہ کرنا یا مباہلہ کی دعوت دینا بالکل بے معنی ہے کیا جناب مولوی صاحب نفس تبدیلی کے قائل ہیں اور انہیں اعتراض صرف اس بات پر ہے کہ یہ تبدیلی ۱۹۰۱ء میں ہوئی؟ اگر وہ تسلیم کر لیں کہ نفس تبدیلی میں تو مجھے اختلاف نہیں صرف ۱۹۰۱ء میں تبدیلی کو میں تسلیم نہیں کرتا۔ پھر بے شک ان کا یہ مطالبہ درست ہو سکتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی پر مباہلہ کیا جائے۔ لیکن اگر وہ نفس تبدیلی ہی کے منکر ہیں تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ یہ تبدیلی ۱۹۰۱ء میں ہوئی یا ۱۹۰۲ء میں۔

علاوہ اس کے اس طرح تو جناب مولوی محمد علی صاحب کے مطالبات کا سلسلہ کہیں ختم ہی نہیں ہو سکتا۔ کل کو اگر جناب مولوی صاحب یہ مطالبہ پیش کریں کہ بتاؤ وہ کون سا دن اور کون سی گھڑی اور کون سا لمحہ تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبدیلی عقیدہ فرمائی اور اسی پر مباہلہ کے لئے بلائیں۔ تو کیا ان کا یہ مطالبہ درست ہوگا؟ افسوس جناب مولوی صاحب حقیقی امور کو غیر اہم اور غیر متعلق باتوں میں الجھا کر اصل معاملہ کو کھٹائی میں ڈال رہے ہیں اختلافات کے سلسلہ میں حق و باطل کے فیصلہ کا یہ ایک زریں موقعہ پیدا ہوا ہے۔ اب اگر جناب مولوی صاحب نے معاملہ کو مشتبہ کرنے کی روش جاری رکھی اور میدان مباہلہ میں نہ نکلے اور یہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ جماعت میں اختلاف کے حقیقی اسباب کی تحقیق کرنے والا مؤرخ ان کا یہ گناہ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور جماعت احمدیہ میں پھوٹ اور انشقاق پیدا کرنے کا م اور اسے جاری رکھنے کی ساری ذمہ داری انہی پر ڈالے گا۔ پس ہم نہایت ادب سے ان کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ اپنی پوزیشن پر نظر ثانی فرمائیں۔ اور اس دھبہ سے اپنے دامن کو بچانے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مباہلہ کے لئے میدان میں آئیں۔ صداقت کو ظاہر کرنے کا اس سے عمدہ موقع پھر کب آئے گا۔؟

علی محمد اجمیری

ہر احمدی کی زبردست خواہش ہے کہ اسے حضرت المصلح الموعود امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع اور حضور ایدہ اللہ کے ملفوظات۔ خطبات ارشادات اور تازہ رویاء و کشوف و الہامات بلاناغہ پہنچتے رہیں۔ اسکی یہی صورت ہے کہ جن خریداران "الفضل" کے نام وی پی بھیجے جارہے ہیں۔ وہ انہیں وصول فرمالیں ورنہ اخبار بند ہو جائے گا۔ اور وہ اس روحانی فائدے سے محروم ہو جائیں گے۔ دفتر کو جو مالی نقصان ہوگا۔ وہ اس کے علاوہ ہے۔ (مینجر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"مجھ سے سُنئے۔ اِس سال میں ۵۵ برس کا ہو کر ملازمت سے سبکدوش ہو گیا۔ آپ میرے حال پر افسوس نہ کریں۔ مجھے کوئی فکر نہیں۔۔۔ میں نے اِتنا روپیہ جمع کر لیا تھا کہ ملازمت کے بعد فراغت سے بسر کر سکوں۔ آپ پوچھیں گے کس طرح؟ سیدھی سادی بات ہے۔ میں نے نوجوانی ہی میں بچت کی عادت ڈال لی تھی۔ اُس وقت مجھے کوئی بڑی تنخواہ نہیں ملتی تھی مگر میں ہر مہینے کچھ نہ کچھ بچاکر محفوظ مد میں لگاتا رہتا تھا"

ہر شخص ہزار یا پانچ ہزار روپے پس انداز نہیں کر سکتا۔ بہت سے لوگ جنہیں چند روپوں سے زیادہ کی بچت نہیں ہوتی، سرے سے روپیہ بچانا ہی بیکار سمجھتے ہیں۔ اُن کا خیال غلط ہے۔ معقول رقمیں جمع کرنے کا سادہ سا اُصول یہی ہے کہ خواہ کتنا ہی تھوڑا کیوں نہ ہو، ہر مہینے کچھ نہ کچھ بچایا ضرور جائے۔ یہی معمولی بچت رفتہ رفتہ اتنی معقول اور کارآمد رقم بن جائے گی کہ آپ کو خود حیرت ہوگی۔۔۔۔ باقاعدگی سے بچانے کا گُر سیکھئے۔

کل کا فکر آج کیجئے
جتنا بچا سکیں بچا لیجئے

مگر اپنی رقم کسی ایسی مد میں لگائیں جہاں یہ محفوظ رہے اور وقتِ ضرورت آپ کو مل سکے۔

نیشنل سیونگز سرٹیفیکیٹس، سرکاری قرضوں، ڈاک خانے کے سیونگز بینک کھاتے، بیمہ پالسی، انجمن امداد باہمی اور بینک کے بچت کھاتے میں آپ بہت چھوٹی رقمیں بھی لگا سکتے ہیں۔ ان میں آپ کی رقم محفوظ رہے گی اور بڑھتی بھی رہے گی۔ خام یا صنعتی اشیا، جواہرات، زمین یا عمارات خرید کر اپنی بچت کو خطرے میں نہ ڈالئے۔ امکان یہی ہے کہ ان کی قیمت گھٹ جائیگی۔ آئندہ کیلئے بچایئے اور احتیاط سے لگایئے۔

گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ فائننس نے شائع کیا

AAA 152

درخواست دعاء

برادرم مکرم مرزا سلطان احمد صاحب ساکن قصور اپنی اراضیات واقع قصور کے حقوق ملکیت حاصل کرنے کے لئے عدالت دیوانی میں ایک مقدمہ دائر کیا تھا۔ اب اس مقدمہ کے سلسلہ میں انہوں نے ہائیکورٹ لاہور میں سیکنڈ اپیل کی ہوئی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپیل کی حقیقی اور کامل منظوری و کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں

خاکسار:۔ مرزا محمود بیگ ساکن پٹی محلہ خلجیاں

آپکو اولاد نرینہ کی خواہش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کا تحریر فرمودہ نسخہ جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ ان کو شروع سے یہ دوائی

"فضل الٰہی"

دینے سے تندرست لڑکا پیدا ہوگا قیمت مکمل کورس سولہ روپیہ ۱۶ ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

اپنی ملکی صنعتوں کو فروغ دیجئے
(اور)
اپنی زندگی کے معیار کو بلند کیجئے

آپکے کارخانہ میں اعلیٰ سنٹ سے ہر رنگ اور ہر ڈیزائن کے نہایت عمدہ اور پائیدار

بٹن

تیار ہوتے ہیں۔ سٹیر صاحبان براہ راست مال ہم سے منگوا کر اپنا

روپیہ بچائیں

موسم شروع ہے مال کی دیا بی کے پیش نظر اپنا آرڈر جلد ارسال فرمائیں

سردار عطاء اللہ خان بی اے
سول پروپرائٹر

دی ایگل مینوفیکچرنگ کمپنی قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

بٹاویہ یکم نومبر۔ مختلف مقامات سے فسادات کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ نیشنلسٹ فوجیں میگالانگ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ ڈاکٹر سکارنو نے نیشنلسٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ برطانوی کمانڈر کے قتل نے ہمارے مقصد کو بہت کمزور کر دیا ہے۔ ہندوستانی اور برطانوی فوجوں سے مزاحم ہونا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے رستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال رہیں۔ ان کا کام صرف جاپانی فوجوں کو نہتہ کرنا ہے۔ ڈاکٹر سکارنو آج میگالانگ روانہ ہو گئے ہیں۔

پیرس یکم نومبر۔ ایک فوجی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہند چینی میں صورت حالات بہتر ہوتی جا رہی ہے۔ مزید کہا گیا۔ کہ اگر فرانس کو ہند چینی میں اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے دیا جائے۔ تو شکایات کا موقعہ ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

نیویارک یکم نومبر۔ امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے کل ایک اعلان میں بتایا۔ کہ حکومت امریکہ ایسی پارٹی یا گروپ کے ساتھ شرکت نہ کریگی۔ جو روس کی مخالفت کریگا۔ اور امید ہے۔ کہ روس بھی کسی ایسے گروپ کو اپنے ساتھ نہیں ملائے گا۔ جو امریکی مفاد کا دشمن ہوگا۔ آپ نے کہا۔ کہ اس ایٹم کے زمانہ میں ہم سب کے لئے ایک ہی دنیا ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر ہم نے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش نہ کی۔ تو یہ دنیا کسی کے لئے بھی نہ رہے گی۔

واشنگٹن یکم نومبر۔ درہ دانیال کا انٹرنیشنل قوانین کے مطابق سمجھوتہ کرنے کے لئے حکومت امریکہ نے ترکی کو تجاویز بھیجدی ہیں۔

واشنگٹن یکم نومبر۔ کل صدر ٹرومین نے ایک تقریر میں بتایا۔ کہ مجھے وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی کی طرف سے دو تین خطوط فلسطین کے بارے میں موصول ہوئے ہیں۔ مگر ان کا شافی جواب اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا۔ جب تک کہ متحدہ طور پر اس کے متعلق غور و خوض نہ کر لیا جائے۔ آپ نے کہا۔ مسٹر ایٹلی ایٹم بم کے مستقبل کے متعلق مذاکرات کے لئے بہت جلد یہاں آ رہے ہیں۔ وہ کسی اور قضیہ کے متعلق بھی آزادی سے مشورہ کرنے کے مجاز ہونگے۔

نئی دہلی یکم نومبر۔ آزاد ہند فوج کے مقدمات کے فیصلہ کے لئے سات ججوں کا جو ٹربیونل مقرر کیا گیا ہے۔ وہ اپنا کام ۵ نومبر دس بجے صبح سے لال قلعہ دہلی میں شروع کریگا۔

قاہرہ یکم نومبر۔ عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری عزام بے نے کل کونسل کے سامنے اپنی تقریر میں اس بات پر بہت زور دیا۔ کہ فلسطین میں یہودیوں کی مداخلت کو یک قلم موقوف کیا جائے۔ انہوں نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ کہ میں نے ہر ماہ دو ہزار یہودیوں کے داخلے پر لندن میں رضامندی کا اظہار کیا۔

پشاور یکم نومبر۔ دس اور گیارہ نومبر کو آل انڈیا مسلم لیگ پارٹی کا پشاور میں اجلاس ہوگا۔ مسٹر جناح بھی اس میں شرکت کرینگے۔

نئی دہلی یکم نومبر۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ دہلی میں جو لوگ سنٹرل اسمبلی میں رائے دہندگی کا حق رکھتے ہیں۔ اور ان کے ووٹ نہیں بن سکے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ فوراً چھپے ہوئے فارموں پر دوبارہ درخواستیں بھیجدیں۔

چنگنگ یکم نومبر۔ چین میں کمیونسٹوں اور سنٹرل گورنمنٹ کے درمیان جو تصادم ہو رہے ہیں۔ وہ روز بروز نازک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ شمالی چین کے تین اور شہروں پر کمیونسٹوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور وہ اپنی تخریبی کارروائیوں میں سرگرم ہیں۔ جلد مصالحت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

بٹاویہ ۳۱ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ شرق الہند کے تمام بحری دستوں کو فی الفور سورابایا کی طرف کوچ کا حکم مل گیا ہے۔ غیر مصدقہ خبر ہے۔ کہ سورابایا سے یورپین عورتوں اور بچوں کو نکالنے کے لئے ہوائی جہاز بھی سورابایا بھیجے جا رہے ہیں۔

بٹاویہ ۳۱ اکتوبر۔ شرق الہند کے اتحادی کمانڈر جنرل کرسٹیسن سے پریس کانفرنس کے دوران میں جب پوچھا گیا۔ کہ کیا وہ جنرل مالابی کے قتل کے لئے ڈاکٹر سکارنو کو ذمہ دار ٹھیرائیں گے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس میں شک نہیں۔

سری نگر ۳۱ اکتوبر۔ حکومت کشمیر کی تجویز ہے۔ کہ گاندربل میں ۴۰ لاکھ روپے خرچ کر کے ایک بہت بڑا بجلی گھر بنایا جائے۔

ٹوکیو ۳۱ اکتوبر۔ جاپان گورنمنٹ کے وزیر پبلک بہبودی نے آج ایک انٹرویو میں بتایا۔ کہ جاپان گورنمنٹ کو مالی بدحالی کی ایسی صورت حالات کا سامنا ہے۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ نے بتایا۔ کہ اگلے سال گورنمنٹ کی مالی آمدن اس قدر کم ہوگی۔ کہ اس سے قابض فوج کا خرچ بھی پورا نہ ہو سکے گا۔

واشنگٹن ۳۱ اکتوبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اس جنگ عظیم میں امریکن ہوائی جہازوں کے بموں سے جرمن میں ۱۰ لاکھ ۸۰ ہزار سویلین جرمن ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ اور ۳ کروڑ ۳۶ لاکھ مکانات کو نقصان ہوا ہے۔

لنڈن ۳۱ اکتوبر۔ کل حکومت نے برطانیہ کی ان تمام بندرگاہوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ جہاں مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ حکام نے مزید فوجوں کو حکم دے دیا۔ کہ وہ بندرگاہوں میں آنے جانے والے تمام جہازوں سے جن میں تجارتی جہاز بھی شامل ہونگے۔ مال اتاریں اور لادیں اور قومی برآمد کی تجارت کو بھی چلتا رکھیں۔

بٹاویہ ۳۱ اکتوبر۔ انڈونیشین ریپبلکن لیڈر ڈاکٹر سکارنو سے بات چیت کے بعد جاوا کے اتحادی کمانڈر انچیف جنرل کرسٹیسن نے انڈونیشین باغیوں کو وارننگ دی ہے۔ کہ اگر انہوں نے فوراً ہتھیار نہ ڈال دیئے۔ تو وہ بغاوت کو دبانے کے لئے ساری سمندری۔ زمینی اور ہوائی طاقت کے علاوہ جدید ترین جنگی ہتھیار بھی استعمال کرینگے۔

راولپنڈی ۳۱ اکتوبر۔ اکتوبر کے آخری ہفتے میں مری میں غیر معمولی برف باری ہوئی۔ اور ژالہ باری کا زبردست طوفان آیا۔ اس سے درجہ حرارت بہت حد تک گر گیا۔ عام طور پر برف باری کا آغاز نومبر کے اخیر میں ہوا کرتا ہے۔

بمبئی ۳۰ اکتوبر۔ مسلم لیگیوں اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے درمیان جو تصادم ۲۹ اکتوبر کو ہوا تھا۔ اس کے متعلق بمبئی کے معزز شہریوں نے تحقیقات کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مقامی احرار رہنما حافظ علی بہادر خاں نے پہل کی۔

بیت المقدس ۳۱ اکتوبر۔ عرب زمینوں کو یہودیوں کے تصرف سے بچانے کے لئے ایک اسکیم مرتب کی گئی ہے۔ یہ سکیم عرب لیگ کی مساعی کا نتیجہ ہے۔

لنڈن ۳۱ اکتوبر۔ برطانوی حکومت نے ایٹم بم کے استعمال کے متعلق ایک تجربہ گاہ بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وزیر اعظم ایٹلی نے کل ہوس آف کامنز میں اس امر کا اعلان کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ تجربہ گاہ لندن کے مغرب میں ۶۰ میل کے فاصلہ پر برک شائر کے ہوائی اڈہ میں بنائی جا رہی ہے۔

ماسکو ۳۱ اکتوبر۔ پروادا نے ایران کے سابق وزیر اعظم سعید اور ترکی کے سیاسی مبصر یالچن پر الزام لگایا ہے۔ کہ وہ روس کے دشمن ہیں۔ اس اخبار نے ایک سیاسی کارٹون اور سیموئل وارشک کی ایک نظم شائع کی ہے۔ جس کا عنوان ککو اور مرغا ہے۔ کارٹون میں یالچن کو ککو اور سعید کو مرغا ظاہر کیا گیا ہے۔ اور نظم میں درج ہے۔ "یہ ترکی بولتا ہے۔ اور دوسرا فارسی۔ لیکن یالچن سوویٹ روس کا اتنا ہی دشمن ہے۔ جتنا سعید۔ ان کی زبان مختلف ہے۔ اور ان کی نسل بھی مختلف ہے۔ لیکن بدزبان دوسرے بدزبان کو ترجمے کی مدد کے بغیر بھی سمجھ سکتا ہے۔

ماسکو ۳۱ اکتوبر۔ روسی ووٹروں کو پہلی مرتبہ یہ اطلاع دی گئی ہے۔ کہ سپریم سوویٹ کے نمائندوں کا انتخاب ۱۰ فروری ۱۹۴۶ء کو [illegible]

جلسہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام جماعت ہائے احمدیہ اندرون ہند کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال ۱۱ نبوت مطابق ۱۱ نومبر بروز اتوار یوم سیرت النبیؐ منایا جائے۔ تمام جماعتیں اس روز پبلک جلسے منعقد کریں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مطہرہ پر تقاریر کرائی جائیں۔ جن میں جماعت احمدیہ کے نقطہ نظر سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان واضح کی جائے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)